

درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سید الحق صاحب مدظلہ العالی

ضبط و ترتیب: مولانا مفتی محمد اللہ حقانی

نظامِ اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذیؒ کی جامع السن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ماجأ فی فضل اطعام الطعام

کھانا کھلانے کی فضیلت

حدثنا یوسف بن حماد ثنا عثمان بن عبدالرحمان الجمعی عن محمد بن زیاد عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال افسحوا السلام و اطعموا الطعام و اضربوا الھام تورثوا الجنان و فی الباب عن عبداللہ بن عمرو و ابن عمر و انس و عبداللہ بن سلام و عبدالرحمن بن عائش و شریح بن ہانی عن ایہہ هذا حدیث حسن صحیح غریب من حدیث ابی ہریرۃ۔ ترجمہ: یوسف بن حماد عثمان بن عبدالرحمان الجمعی سے روایت کرتے ہیں کہ اور وہ محمد بن زیاد سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت ابو ہریرہؓ اور آپؐ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا سلام کو پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور کافر کی کھوپڑی مارو، جہاد کرو تو جنت کے وارث بن جاؤ گے۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور عبداللہ بن عمرؓ حضرت انسؓ عبداللہ بن سلامؓ عبدالرحمن بن عائشؓ اور شریح بن ہانیؓ (اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں) سے روایات مروی ہیں۔

حدثنا ہناد ثنا ابو الاحوص عن عطاء ابن السائب عن ایہہ عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ اعبدوا الرحمن و اطعموا الطعام و افسحوا السلام تدخلوا الجنة بسلام۔ هذا حدیث حسن صحیح۔

ہناد ابو الاحوص سے اور وہ عطاء بن السائب سے اور وہ اپنے باپ سے اور اس کا باپ عبداللہ

بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ اور عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رحمان کی عبادت کرو۔ لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔ اور سلام پھیلاؤ۔ توجنت میں سلامتی سے داخل ہونگے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لوروں کو کھانا کھلایا کریں ایسا نہ کرو کہ سب کچھ اپنے ہی پیٹ میں ڈالتے رہو۔ اسلام میں کھانا کھلانے کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے، احادیث کے ذخائر اس سے لبریز ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر بھی اسکو امت کے سامنے رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک گھر میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں آپ ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا، گزرتے وقت مجھے اشارہ فرمایا اور اپنے ساتھ ازواج مطہرات میں سے کسی کے گھر لے گئے وہاں روٹی کی تین ٹکیاں اور سرکہ مل گیا۔ آپ ﷺ نے ایک ٹکیہ میرے سامنے رکھی اور ایک اپنے سامنے اور ایک کو آدھا کر کے نصف اپنے سامنے اور نصف میرے سامنے رکھی۔ کھانا کھلانے کے لئے آپ ﷺ نے ایک بڑا پیالہ رکھا ہوا تھا جسکو تین چار آدمی اٹھا کر لاتے تھے اور خصوصاً عید کے دن اسمیں شریذ بنا کر لوگوں کو کھلایا جاتا تھا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے لوگوں کو کھانا کھانا غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ اس سنت پر عمل کرنے میں صحابہ کرامؓ کے واقعات تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

آج دنیا کی زندگی اس لئے جہنم بنی ہوئی ہے کہ دوسرے کو کھلانے کا کوئی تصور نہیں۔ آج ہم سب کچھ بینک میں جمع کرتے ہیں۔ ادھار، اکتناز اور سرمایہ دارانہ نظام کا یہی تصور ہے کہ اگر کل کی فکر نہ کی گئی تو بھوک سے مر جائیں گے۔ اس لئے ہم سب کچھ سمیٹے رہتے ہیں اور جمع کرتے رہے ہیں۔ جبکہ اسلام کہتا ہے دوسروں کو بھی کھلاؤ۔ کل کی آنی فکر مت کرو۔ اللہ تعالیٰ دینے والا ہے، سب خزانے اسی کے ہاتھوں میں ہیں۔ رزق کا ذمہ اس نے لیا ہے۔

سلام پھیلانا :- انشاء السلام، انشاء کا معنی ہے پھیلانا، ظاہر کرنا۔ عرب کہتے ہیں۔ فشا ای ٹھہر، تو جب ایک چیز پھیل جائے گی تو ظاہر ہو جاتی ہے، تو سلام کو پھیلائیں آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرنا اسلام کی بنیادی علامت ہے تو گویا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ہر چھوٹے بڑے مرد و زن اور اپنے پرانے سب کو کہنا چاہیے تم اس کو جانتے ہو یا نہیں، تاکہ ہر طرف سے سلام سلام ہی کی آواز

ہو۔ یہ کیسا عجیب معاشرہ ہو گا! اس لیے کہ سلام روح ہے، سلام امن ہے، صلح اور خیر خواہی کا پیغام ہے اس میں تمہاری طرف سے مکمل طور پر مخاطب کے لئے وفاداری کا اعلان ہے اور وہ جواب میں وعلیکم السلام کہے کہ تمہارے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا و آخرت اور دیگر امور میں خیر خواہی اور سلامتی ہو۔ کتنی جامع دعا ہے۔ دنیوی تسلیمات کا موازنہ جب اسلامی سلام کے ساتھ کیا جائے تو اسلامی سلام کا کوئی جواب نہیں۔ دنیا میں رائج سلام محدود اور وقتی ہوتے ہیں۔ اس میں روح اور جامعیت نہیں ہوتی۔ اگر صرف سلام پر سوچا جائے تو یہی اسلام کی صداقت کیلئے کافی ہے۔ غیر اسلامی سلاموں کا موازنہ :-

یار لوگ کہتے ہیں کہ گڈ مارنگ کہ تمہارا صبح کا وقت اچھا ہو، گڈ ایوننگ کہ تمہاری شام اچھی ہو۔ دوپہر اور رات کا کوئی پتہ نہیں۔ عرب ظالموں نے بھی اپنی تہذیب چھوڑی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صبح اللہ بالخیر یا صبح الخیر، گڈ مارنگ اور مس الخیر، گڈ ایوننگ کی ترجمانی ہے۔ ان سلاموں میں وہ ہمہ گیری نہیں۔ اسلامی سلام السلام علیکم کا مطلب یہ ہے کہ جملہ مسلمان اللہ کی طرف سے آپ پر دنیا و آخرت، شب و روز، صبح و شام اور تمام امور میں نازل ہوں اور سلامتی بھی ہر چیز سے آئے۔ یہاں میرے والد ماجد حضرت شیخ الحدیث فرمایا کرتے تھے۔ ہمارے پٹھان تو سلام کی بجائے بددعائیں دیتے ہیں وہ بچپن سے ہی بددعائیں دیتے ہیں۔ زمین میں ہل چلانے میں مشغول ہے، پسینے میں شرابور (ڈوبا) ہے، دیوار پر بڑے بڑے پتھر رکھ رہا ہے اور پشتوں اسے کتا ہے۔ سحرے مشے۔ (تمہیں کبھی تھکان نہ ہو) اللہ تعالیٰ تمہیں ہر وقت اس مشقت میں مبتلا رکھے۔ اور تجھے تھکاؤ نہ آئے حضرت مولانا صاحب یہاں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا کرتے تھے کہ پٹھان لوگ السلام علیکم نہیں کہتے بلکہ اس کی جگہ سحرے مشے کہتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ تمہیں اس مصیبت سے نہ نکالے، پسینہ پسینہ رہے۔ تغاری ہمیشہ تیرے سر پر ہو، جب تھک جائے گا تو تو کام چھوڑ دیگا۔ تو اس طرح کہنے والا اسکو کہتا ہے کہ تم اس کام میں گئے رہو آج کل خیر رائے کا رواج ہے۔ اس میں بھی وہ روح نہیں یعنی جو آیا وہ خیریت سے ہو اور جو نہ آیا ہو وہ خیریت سے نہ ہو۔ لہذا جب فارسی انگریزی، پشتو، اردو وغیرہ زبانوں کے سلاموں کا السلام علیکم کیساتھ موازنہ کیا جائے تو فرق صاف معلوم ہو

جائے گا کہ السلام علیکم کتنا جامع اور عظیم کلام ہے اسلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنتیوں کو سلام کے کلمات کہے جائیں گے۔ جنت کو دارالسلام کہا جاتا ہے۔ تحیتہم یوم یلقونہ سلام۔ اٰحلنا دارالسلام جنت کا نام بھی سلامتی کا گھر رکھا گیا ہے۔ سلام قولاً من رب الرحیم۔ رب رحیم کا خیر مقدمی کلمہ بھی سلام ہی ہو گا۔

سلام میں سبقت اور اہل مجلس سے معاہدہ: مجلس میں آتے ہی سلام کرنا چاہیے یہ اسلام کا پہلا سبق ہے، اس سے معاشرہ میں محبت و الفت پیدا ہوتی ہے۔ دراصل یہ ایک معاہدہ ہے جو مجلس والوں سے کیا جاتا ہے کہ ہم تم سے عہد و پیمان کرتے ہیں۔ کہ تم ہمارے جملہ ضرور و نقصانات سے محفوظ رہو گے، اور یہاں جو ہمارا دو چار لمحوں کیلئے آپ لوگوں کے پاس بیٹھنا ہے وہ کسی جاسوسی مخبری یا ضرر کیلئے نہیں بلکہ خیر خواہی کیلئے ہے، تم لوگ مجھ سے کسی قسم کا خوف و ہراس محسوس نہ کرو۔

اور جب مجلس سے جانا پڑے تو پھر سلام کرنا چاہیے، یہ بھی اس بات کا عہد ہے کہ میں مجلس کو امانت سمجھ کر اس کا لحاظ رکھوں گا، اس کے جملہ اسرار کو محفوظ رکھوں گا، کسی قسم کی غیبت، چغلی خوری، بدخواہی وغیرہ کی توقع مجھ سے نہ کی جائے۔ گویا کہ آتے جاتے وقت سلام کرنے سے سامنے اور پیچھے سلامتی کا معاہدہ ہے۔

رعایت معاہدہ :- جب سلام کے ذریعے کسی سے معاہدہ کر لیا جائے تو پھر بد عہدی کرنا کسی صورت میں جائز نہیں۔ زبان کے جملہ اضرار سے محفوظ رکھنا چاہیے، صرف زبانی سلام کر کے دعویٰ کافی نہیں، اور یہی مسلم کامل کی علامت ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ۔ (الحديث) یعنی مسلمان وہی شخص ہے جسکے ہاتھ پاؤں اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

اگر سلام کے امن و سلامتی کے اصول پر عمل کیا جائے تو ہمارے سارے جھگڑے اور اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔ مگر آجکل اسلامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے لوگوں میں اتنی نفرت، بدگمانی اور بد اعتمادی پیدا ہو چکی ہے ہم دوسری قوموں کے سامنے تو رام رام کاراگ الاپتے ہیں جبکہ حقیقت میں بغل میں چھری ہوتی ہے۔

آداب واحکام سلام : اسلام میں سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے سلام کرتے وقت لفظ السلام کو مقدم رکھا جائے اور جواب میں موخر رکھنا افضل ہے۔ لیکن اگر لفظ سلام کو جواب میں بھی مقدم رکھا گیا یعنی جواب دینے والے نے بھی السلام علیکم کہا تو ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں ایسا کرنا بھی جائز ہے۔ اور اس پر صحیحین کی وہ روایت جس میں حضرت آدم علیہ السلام کا فرشتوں کو سلام کرنے اور فرشتوں کا السلام علیک ورحمۃ اللہ کہنے کا ذکر ہے دلالت کرتی ہے۔

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ سلام کو جمع کے صیغہ کیساتھ کرنا چاہیے اور اسی طرح جواب بھی وعلیکم السلام کے الفاظ کہہ کر دینا چاہیے لیکن واؤ کو اگر کسی وجہ سے حذف کیا گیا تو پھر بھی جواب ادا ہو جائیگا۔ اگر کسی مجلس میں ایک پوری جماعت داخل ہو رہی ہو تو مستحب یہ ہے کہ سب السلام علیکم کہیں اور سب ہی اس کا جواب دیں۔ اور اگر ایک شخص سلام کرے یا جواب دے تو بھی سلام یا جواب دینے کی ذمہ داری پوری ہو جائے گی۔ سلام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سوار پیدل چلنے والے پر اور پیدل چلنے والا بیٹھنے والوں پر سلام کرے۔ حضرت ابو ہریرہؓ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔ یسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والقليل على الكثير (المحدث) سوار پیدل چلنے والے اور پیدل چلنے والے بیٹھنے والوں پر اور کم زیادہ پر سلام کریں۔

سلام کرنے یا جواب دینے میں وبرکات کے زیادہ الفاظ بڑھانا شرعاً منقول نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی کوئی نہ کوئی انتہا ہوتی ہے اور سلام کی انتہا برکات ہے۔ لہذا ان الفاظ کے علاوہ مزید الفاظ کہنا خلاف سنت ہے۔ اگر تم کو کوئی دوسرے کا سلام پہنچائے تو جواب دیتے وقت تم کو علیک وعلیہ السلام کہنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ میرے والد آپ ﷺ کو سلام عرض کرتے ہیں تو آپؐ نے جواباً فرمایا کہ علیک وعلی ابیک السلام۔ بعض مواقع پر سلام کرنا مکروہ ہے۔ علامہ ابن عابدین رد المحتار میں ذکر کئے ہیں جن میں نمازی، قاری، ذاکر، محدث، خطیب، قاضی، موزن، مدرس، اجنبیات، شطرنج کھیلنے والے، کافر، برہنہ، بول وبراز کرنے والے، اور کھانا کھانے والے شامل ہیں۔

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ اگرچہ قاری قرآن پر سلام نہ کرنا مناسب ہے لیکن اگر کر لیا

گیا تو اسکو چاہیے کہ وہ اشارہ سے جواب دے اور اگر جواب کے کلمات کہہ دے تو تلاوت کیلئے دوبارہ اعوذ باللہ کہنا پڑے گا۔ اسکا تعلق چونکہ مسلمان ہی سے ہے اسلئے کافر کو سلام کرنا جائز نہیں۔ لیکن اگر وہ سلام کرے تو اسکو جواب دیتے وقت صرف وعلیکم کہنا چاہیے کہ تم پر وہ کچھ ہو جسکے تم مستحق ہو۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ واؤ حذف کیا جائے یعنی صرف علیکم کہے مگر دوسرے علماء مثلاً امام نووی وغیرہ نے دونوں کی اجازت دی ہے۔

تو اس لئے دنیا میں اسکو پھیلایا کریں مگر چونکہ اسلام کا ازل سے دشمن ہے اس لئے انکو انہی کی زبان میں (سجڑے مٹے) تم تھک نہ جاؤ سلام کیا کریں، انکو سلام نہ کیا کریں، اس لئے کہ اسکو سلام کرنا مسلمانوں کو بددعا کرنا ہے۔ البتہ ذمیوں کے احکامات اور اسکے آداب الگ ہیں انکے اپنے سلام ہیں جو بھی کافر تمہیں سلام کرے تو تم انکو مناسب الفاظ میں جواب دو کہ اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال درست فرمائے۔ یعنی اللہ تمہیں ایمان کی دولت سے نوازدے۔ حضور ﷺ انہیں والسلام علی من اتبع الهدی کلمات سے مخاطب ہوا کرتے تھے، تو کچھ بدلہ ادا ہو جائے گا۔ اس لئے کہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہونا چاہیے۔ اب تو طلباً دیکھتے ہیں کہ استاد اور مہتمم سلام کرنے میں پہل کرتا ہے یا نہیں۔ بزرگوں کے ہاں استاد کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ سلام میں پہل کرے اور زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب حاصل کرے۔ اس لئے کہ زیادہ ثواب اسکے لئے ہے جو سلام میں پہل کرے جواب دینے والا دوسرے درجہ میں ہے۔

اکابرین کی تواضع :- والد محترم حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ الادب والفہ مولانا اعزاز علی صاحب بڑے دبدبے والے انسان تھے۔ لوگ آپکو سلام کرنے میں پہل کرنے کے لئے شرطیں لگایا کرتے تھے کہ آج ہم سلام میں پہل کر لیں گے۔ آپ کا اتنا رعب تھا کہ طلباء اور اساتذہ آپ کی بیٹھک کے قریب بھی آہستہ سے گزرتے تھے کہ ہمیں دیکھ نہ لیں لیکن جب دارالعلوم آتے تھے تو کوئی بھی آپ کو سلام میں پہل نہیں کر سکتا تھا۔ حتیٰ کہ آپ کسی کم عمر طالب علم کو بھی سلام کرنے میں پہل کرتے تھے۔ یہ تو متکبرین مغرور اور فراعنہ کا طریقہ ہے کہ دوسرے کے سلام کا منتظر ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ کبھی کبھی بازار کو نکلتے تھے اور بغیر خریداری کے

واپس ہو جاتے۔ خدام پوچھتے کہ حضرت آپؐ نے کچھ بھی خریداری نہیں کی۔ اور بغیر کچھ لئے ہوئے واپس آگئے۔ تو آپؐ فرماتے تھے کہ میں صرف اس نیت سے بازار گیا تھا کہ بہت لوگوں کو سلام کروں اور وہ جواب میں میرے لئے وعلیکم السلام کہہ کر سلامتی رحمت اور برکت کی دعا دیں۔

اسلام عجیب مذہب ہے :- اسلام دوستوں، رشتہ داروں کیلئے سراپا محبت و اخلاص ہے۔ اسلام خود بھی نرمی کی تعلیم دیتا ہے کہ لوگوں کو سلام کرو، انکو کھانا کھلاؤ۔ انکی دعوت کرو، تو اس سے معلوم ہوا کہ گویا اس قوم میں کوئی سختی نہیں تو اس جملے سے اسلام اعتدال پیدا کرتا ہے کہ اسلام نرم لوگوں کیلئے نرم اور سخت لوگوں کیلئے سخت ہے۔ گاندھی کا مذہب نہیں کہ کوئی آدمی ایک تھپڑ دے تو دوسرا گال بھی اسکے آگے کر دو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنی امت کو اس بات کی تلقین کرتے تھے کہ تم کوئی سختی نہیں کرو گے جب کوئی تمہیں ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال اسکے آگے کر دو۔

ابن سنا، یعنی عدم تشدد بھی ایک مذہب ہے اسلام میں اسکی کوئی گنجائش نہیں اسلام میں کافر کے ساتھ بلاوجہ سختی کی گنجائش نہیں اسلئے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ نبی المہتمم بھی ہیں اور نبی الرحمة بھی۔ جنگ میں ہر کسی کیلئے بہت سخت ہے اور امن میں ہر ایک کے لئے سراپا رحمت ہیں تو گویا آپ ﷺ اس حدیث میں اشداء علی الکفار رحماء بینہم کی تعلیم دے رہے ہیں۔ پہلے جملوں افسوا السلام و اطعموا الطعام میں رحماء بینہم کی تعلیم تھی اور آخر میں اضربوا الہام میں اشداء علی الکفار کی تعلیم ہے کہ عورتوں کی طرح کمزور اور بزدل بھی نہ ہو۔ وقت آنے پر دشمن کی گرداڑ اڑو۔ و اضربوا الہام میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ سامنے سے مارو۔ پیچھے سے یا بھر ادھر سے وار نہ کرو۔ کہ پیچھے سے آکر بزدلوں کی طرح۔ پیٹھ پر مار دیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ آنے سامنے دست بدست دشمن پر وار کرو۔ جسمیں بزدلی بالکل نہ ہو۔ ہام تب ہوتا ہے کہ دبدو دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس پر حملہ کر کے اس کے سر کو تن سے جدا کر دیا جائے۔ تم جنت کے وارث تب ہو گے جب تم میں یہ ساری صفات یعنی جماد، سخاوت، ایثار، غریب سے ہمدردی، حسن اخلاق پیدا ہو جائیں تو پھر جنتی ہو جاؤ گے۔

جامعیت حدیث :- اطعموا الطعام میں معاشیات اور افسوا السلام میں حسن معاشرت و

حسن اخلاق کی طرف اشارہ ہے اور اضربوا الہام میں جہاد کی طرف اشارہ ہے۔

اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ، عبداللہ بن عمرؓ، حضرت انس بن مالکؓ، عبداللہ بن سلامؓ، عبدالرحمان بن عائشؓ، شریح بن ہانیؓ، عن امیر رضی اللہ عنہم سے بھی روایات مروی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے ابو ہریرہؓ کی سند ہے۔

رحمن کی عبادت کریں اس لئے کہ وہ تم پر رحم کرتا ہے اور تمہاری پرورش کرتا ہے۔

باب ماجاء فی فضل العشاء

رات کے کھانے کی فضیلت

حدثنا یحییٰ بن موسیٰ ثنا محمد بن یعلیٰ الکوفی ثنا عنبسة بن عبدالرحمان القرشی عن عبدالملک بن علاف عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ۔ تعشوا ولو بکف من حشف فان ترک العشاء مہرمہ۔ هذا حدیث منکر لانعرفہ الا من هذا الوجه و عنبسة یضعف فی الحدیث و عبدالملک بن علاف مجهول۔

ترجمہ :- یحییٰ بن موسیٰ محمد بن یعلیٰ الکوفی سے روایت کرتے ہیں کہ اور وہ عنبسة بن عبدالرحمان القرشی سے اور وہ عبدالملک بن علاف سے اور وہ حضرت انس بن مالک اور آپؐ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ رات کو کھانا کھایا کرو اگرچہ ایک مٹھی ردی (ناقص) کھجور ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ رات کے کھانے کو ترک کرنا ہی بڑھاپا کاری ہوتا ہے۔

اس باب میں عشاء کے کھانے کی فضیلت بیان ہو رہی ہے کہ خالی پیٹ سونا ٹھیک نہیں ہے۔ کتنی حکمت کی بات ہے عشاء کے لئے ضروری نہیں کہ وہ عشاء کی اذان کے بعد کھایا جائے بلکہ زوال کے بعد دو تین بجے یا اسکے بعد جس وقت بھی کھایا جائے تو عشاء میں شمار ہوگا تو گویا طالب علم نے جب عصر یا مغرب یا دوپہر کے بعد کھانا لے لیا تو یہ عشاء ہو اوپر سے پہلے کھانے کو عرف (معاشرہ) میں غذا کہا جاتا ہے اور انگریزی میں اسکو لنچ کہتے ہیں۔ یعنی جس میں ناشتہ یا دوپہر کا کھانا داخل ہے۔ ظہر کے بعد کھانے کو عرب عشاء کہتے ہیں انگریزی میں اسکو ڈنر کہتے ہیں۔ عشاء اس خاص وقت یعنی زوال کے بعد کھانے کو کہا جاتا ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ جب عشاء اور عشاء دونوں حاضر ہو جائیں تو ابتدا عشاء سے کریں عشاء میں کی نفی ہے لہذا حضرا العشاء والعشاء

فائدہ بالعشاء۔

آپ نے فرمایا کہ عشاء کے وقت کچھ کھایا کرو اگرچہ ایک مٹھی ردی کھجور یا چھوہارے ہی کیوں نہ ہوں۔ حشف ردی یعنی بے کار قسم کے چھوہاروں کو کہا جاتا ہے جیسے کہ آجکل منڈیوں میں گندم مکئی وغیرہ کے ڈھیر پڑے ہوتے ہیں جب اس سے اوپر اوپر کا حصہ فروخت کیا جائے تو باقی رہ جانے والے ناقص اور بے کار گندم، کھجور کو حشف کہا جائے گا۔

حشف اصل میں ردی قسم کی کھجور کو کہا جاتا ہے یعنی بے کار اور ردی قسم کی کھجور کیوں نہ ہو کچھ کھا کر سوجائیں اعلیٰ قسم کے کھانے، مرغ وغیرہ کھانے، مئی ضرورت نہیں جو مل جائے، چاہیے مطبخ کی سوکھی روٹی کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو یا کہیں سے چنے وغیرہ کھانے کو مل جائیں اسلئے کہ عشاء کا کھانا نہ کھانا بڑھاپے کا سبب ہے یعنی تمہارے قویٰ کمزور ہو جائینگے یادداشت اور حافظہ متاثر ہو جائے گا کہ ہرم کا معنی پرانا ہونا ہے۔ مہرمة مبخلۃ کی طرح ہے جیسے مبخلۃ کہا جاتا ہے سبب خل کو اور مہرمة سبب ہرم کو کہا جاتا ہے کہ جب آدمی سوتا ہے تو حرارت عریزی معدے کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے انسان کو ویسے سردی نہیں لگتی لیکن جب نیند آ جاتی ہے تو سردی محسوس ہونے لگتی ہے اس لیے کہ حرارت عریزی معدے کی طرف متوجہ ہو چکی ہوتی ہے۔ تو بدن سرد ہو جاتا ہے جب معدہ کھانے کو ہضم کرنے کا کام شروع کرے اور معدہ بھرا ہو تو وہ حرارت ساری معدے کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے ہانڈی کی طرح کھانا پکتا ہے لہذا اس میں جب گوشت وغیرہ ہو تو وقت زیادہ لے گا اور ہنڈی میں بے کار چیز سبزی وغیرہ ہو اور اسکے نیچے اگر جلتی ہو وہ جل جاتی ہے بیسے قیامت کے دن جنہم شکایت کرے گی کہ ہم نے ایک دوسرے کو کھالیا۔ اشتکت النار الی رہا فقال اکل بعضی بعضاً (الحديث)

اسی طرح اگر معدہ میں کچھ بھی نہ ہو تو اس سے معدہ کو نقصان پہنچتا ہے، اسلئے کہ جب حرارت عریزی معدے کی طرف متوجہ ہو جائے اور معدہ خالی ہو تو اس سے قویٰ اور اعصاب جسم کو سخت نقصان پہنچتا ہے اور معدہ خراب رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی طبی نقصان کی طرف آج سے چودہ سو سال پہلے اشارہ فرمایا ہے۔ اور حملاً واطباء بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ خالی پیٹ سوجانے سے طرح طرح کے عوارض و امراض پیدا ہوتے ہیں۔